28

عقیدے کا تعلق خدا تعالیٰ سے ہے کسی حکومت کو اس میں دخل دینے کا اختیار حاصل نہیں ہے

جہاں تک حکومت کے قوانین کا سوال ہے تم ان کی پابندی کرو جہاں تک عقائد کا سوال ہے تم ان پر مضبوطی سے قائم رہو

(فرمودہ 8/اگست 1952ء بمقام ربوہ)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے انسان کو مرکّبُ القویٰ بنایا ہے اور انسان کے حالات بھی مرکّب قسم کے ہوتے ہیں۔ اس سے ایک ہی قسم کے اخلاق اور عادات کا اظہار نہیں ہوتا۔ اور یہی فرق دراصل انسان اور حیوان میں ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اسلام کو وسطی مذہب قرار دیا ہے کیونکہ اس کے ماننے والے درمیانی طریق پر چلتے ہیں۔ یعنی ان کو ایسے احکام ملتے ہیں جو بظاہر متضاد ہوتے ہیں لیکن ایک مومن ان کے درمیان ہو کر چلتا ہے۔ یہی وہ مسئلہ ہے جس کو ہماری شریعت میں تمثیلی زبان میں جسرِ صراط قرار دیا گیا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جنت میں جانے والے لوگ ایک پُل پر سے گزریں گے جو تلوار کی دھار سے زیادہ تیز اور باریک ہوگا[1]۔ مومن تو اُس پر سے گزر جائیں گے۔ اس لئے کہ ان میں یہ قابلیت ہوگی کہ وہ درمیانی راستہ پر سے گزریں۔

لیکن دوسرے لوگ گر جائیں گے۔ کیونکہ ان میں طاقت نہیں ہوگی کہ وہ درمیانی راستہ کا خیال رکھیں۔
میں نے اعلان کیا تھا کہ اگر ہم نے حکومت سے ٹکرانا نہیں اور یقیناً ہم اس سے نہیں ٹکرائیں گے تو ہمیں بعض غیر اہم امور کو چھوڑنا پڑے گا۔ اوّل تو آج کل کوئی حکومت ایسا قانون نہیں بنا سکتی جس سے کسی فرد کو اس کے مذہبی فرائض سے روکا جائے۔ وہ ایسا قانون اُسی وقت بنا سکتی ہے جب وہ ساری دنیا سے ٹکر لینے کے لئے تیار ہو جائے۔ دنیا کے لوگ اب ایک دوسرے کے اتنے قریب ہو چکے ہیں کہ وہ دوسری حکومت کے احکام پر نکتہ چینی کر سکتے ہیں۔ بعض دفعہ بعض حکومتیں سختی بھی کرتی ہیں مثلاً ترکی نے حکم دے دیا تھا کہ مسلمان اذان ترکی زبان میں دیا کریں اور ایک حد تک حکومت نے اس قانون کو قائم بھی رکھا لیکن پھر دنیا سے متاثر ہو کر عربی زبان میں اذان دینے کی اجازت دے دی۔ اِسی طرح بعض اَور حکومتوں نے افراد کے مذہب میں روکیں ڈالیں اور پھر یہ روکیں ہٹا دی گئیں۔ روس میں بھی جو مادر پدر آزاد کہلانے کا مستحق ہے ایسے دَور آتے ہیں جن میں مخالف حکومتوں کے اثر سے ڈر کر وہ بعض دفعہ مذہب کو آزادی دے دیتا ہے۔ آج کل کے زمانہ اور پرانے زمانہ میں بہت فرق ہے۔ پہلے زمانہ میں لوگ ایک دوسرے سے پورے طور پر آگاہ نہیں تھے اور انسانی فطرت کا خیال نہ رکھنے والا بعض اوقات زیادتی بھی کر دیتا تھا اور انسانی فطرت کے خلاف حکم دے دیتا تھا۔ لیکن اب جبکہ ذرائع رسل و رسائل آسان ہو جانے کی وجہ سے دنیا کے لوگ آپس میں مل گئے ہیں اور وہ ایک دوسرے کے احکام پر نکتہ چینی کرتے ہیں۔ اس قسم کے احکام نہیں دیئے جا سکتے۔ پس جب میں نے کہا کہ اگر حکومت ہمارے مذہبی امور میں دخل اندازی کرے گی تو غیر اہم امور کو اہم امور کے لئے چھوڑ بھی سکتے ہیں تو یہ ایک فرضی بات تھی جو میں نے کہی۔ ورنہ ایسے ممالک جو آپس میں مل کر رہنا چاہتے ہیں وہ ایسے احکام نہیں دے سکتے۔ میں نے کہا تھا کہ اگر حکومت احمدی نام کو خلافِ قانون قرار دیدے تو ہم احمدی مسلمان کی جگہ محض مسلمان کہلانا شروع کر دینگے کیونکہ ہمارا اصل نام مسلمان ہے۔ احمدی تو اس کے ساتھ صرف امتیاز کے طور پر شامل کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ۔ [2] اُس نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے۔ پس جب ہمارا اصل نام مسلمان ہی ہے تو اگر کوئی حکومت احمدی نام پر پابندی لگائے گی تو ہم صرف مسلمان کہلانے لگ جائیں گے۔ بعض لوگوں نے اس پر اعتراض کیا ہے اور بعض اخبارات نے بھی لکھا ہے کہ آج کل کی حکومتیں ایسی نہیں جو محض

نام پر پابندی عائد کرنے پر اکتفاء کریں۔ آج کل نظم ونسق اس قسم کا ہے کہ جب لوگ سوال کرتے ہیں تو اس سے کوئی چیز باہر نہیں نکل سکتی۔ یہ درست ہے کہ انسان اگر کرنے پر آئے تو کیا کچھ نہیں کرسکتا لیکن یہ بات بھی درست ہے کہ جہاں ہم اس بات کو جائز سمجھتے ہیں کہ اگر کوئی حکومت ایسا حکم دے جو افراد کے مذہب سے تعلق رکھتا ہو اور وہ ہماری اصولی چیزوں سے ٹکراتا نہ ہو تو ہم جماعت کو یہ تعلیم دیں گے کہ وہ حکومت کی اطاعت کرے۔ وہاں شریعت یہ بھی کہتی ہے کہ اگر تمہارے ایمان کا امتحان ہو اور تمہارے سروں پر آرے رکھ کر تمہیں چِیر دیا جائے تو تم آخر تک چِر جاؤ لیکن ایمان کو ضائع نہ ہونے دو۔ پس جہاں یہ ٹھیک ہے کہ کوئی حکومت ایسی بھی ہوسکتی ہے جو اس قسم کے عقل کے خلاف احکام دے دے اور وہ افراد کے مذہب میں مداخلت کرے وہاں یہ بھی ٹھیک ہے کہ دنیا میں ایسے مست بھی ہو سکتے ہیں جو مذہب کے لئے جائز قربانیاں کرتے چلے جائیں اور ایمان پر قائم رہیں۔ جس شخص کو ہم نے مانا ہے اُس کا شعر ہے

در کوئے تُو اگر سرِ عشاق رازنند
اول کسے کہ لافِ تعشق زندمنم3

یعنی اگر تیرے کوچہ میں عُشاق کے سروں کو کاٹنے کا حکم دے دیا جائے تو سب سے پہلے جو عشق کا شور مچائے گا وہ میں ہوں گا۔ پس یہ ٹھیک ہے کہ بعض حکومتیں ایسا ظلم بھی کرسکتی ہیں جیسا کہ روس میں ہو رہا ہے کہ وہاں مذہب کو بالکل بیکار کر دیا گیا ہے۔ اِسی طرح اَور بھی ایسے ممالک ہو سکتے ہیں۔ لیکن میرے خیال میں روس سے زیادہ ان میں مذہب پر پابندی نہیں ہوسکتی۔ آجکل کی ظاہری رَوش اور جمہوری خیالات کے نتیجہ میں کوئی حکومت روس کا سا طریق اختیار نہیں کرسکتی اور کوئی قوم ایسی نہیں جو مذہب میں اس حد تک دخل دے۔ پس عقلی بات تو یہی ہے کہ کوئی حکومت افراد کے مذہب میں دخل نہیں دے سکتی۔ لیکن کوئی حکومت اگر عقل سے باہر جا کر ایسے قوانین بنا دے جو مذہب میں روک پیدا کر دیں اور الفاظ کی تبدیلی سے کام نہ بنے تو ہم بھی کہیں گے کہ تم ہمیں گولی مار دو لیکن ہم اپنے اصول کو نہیں چھوڑیں گے۔ ہم مرتے جائیں گے لیکن صداقت کا انکار نہیں کریں گے۔ موت سے زیادہ حقیر چیز اور ہے ہی کیا؟ ساری چیزوں پر کچھ نہ کچھ خرچ ہوتا ہے۔ دستخطوں کے لئے سیاہی لینے جائیں تو اس پر بھی دھیلا خرچ آ جاتا ہے لیکن موت پر کچھ بھی خرچ نہیں ہوتا۔ موت آخر آنی ہے۔ اور جو چیز ضرور آنی ہے اُس پر خرچ کیا آئے گا؟

پس یہ ٹھیک ہے کہ جہاں تک ہم سمجھتے ہیں کہ آج کل کی متمدن دنیا میں کسی حکومت کے قوانین مذہب کے بارہ میں اس حد تک نہیں جایا کرتے کہ وہ ظالمانہ صورت اختیار کر جائیں۔ بعض جگہوں پر حکومتیں ایک حد تک سختی کرتی ہیں مثلاً ساؤتھ افریقہ کی حکومت نے یہ قانون بنایا ہے کہ کالے گوروں سے الگ رہیں لیکن وہ یہ نہیں کہہ سکتی کہ کالے ملک میں نہ رہیں۔ اس نے یہ کہا ہے کہ گورے اور کالے ریلوں میں اکٹھے سفر نہ کریں۔ لیکن اس نے یہ نہیں کہا کہ کالے سفر ہی نہ کریں۔ اس نے یہ کہا ہے کہ گوروں کے ہسپتال میں کالے نہ جائیں۔ لیکن اس نے یہ نہیں کہا کہ کالوں کا علاج ہی نہ ہو۔ اس نے یہ کہا ہے کہ گورے اور کالے آپس میں شادی نہ کریں۔ لیکن وہ یہ نہیں کہتی کہ کالے شادی ہی نہ کریں۔ پس بعض ممالک میں بے شک سختیاں ہوتی ہیں مگر ایک حد تک۔ لیکن دنیا چونکہ متمدن ہو چکی ہے اس لئے اب کوئی ایسی حکومت نہیں ہوسکتی جو کوئی ایسا قانون بنائے جو عقل کے خلاف ہو۔

لیکن فرض کرو کہ اگر کوئی ایسی حکومت ہو جو عقل سے باہر جا کر ایسے قانون بنا سکتی ہو تو عاشق بھی عقل سے باہر جا کر اپنی جانوں کو شہادت کے لئے پیش کر سکتے ہیں اور یہ کوئی عجیب بات نہیں جس پر لوگوں کو حیرت ہو۔ ہماری جماعت امن پسند جماعت ہے لیکن جن ملکوں میں احمدیوں کے لئے امن نہیں رہا وہاں ہم نے اپنے آپ کو بچایا نہیں۔ کابل میں دیکھ لو احمدی پتھر کھاتے گئے مگر مرتد نہیں ہوئے۔ پس حکومت کی فرمانبرداری اَور چیز ہے اور عقائد اَور چیز ہیں۔ متمدن دنیا افراد کے مذاہب میں دخل نہیں دیتی۔ متمدن دنیا حُریتِ ضمیر میں دخل نہیں دیتی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ میں تھے جہاں تک آئین کا سوال تھا آپ مکہ کی حکومت کے قانون کے پابند تھے اور حکومت کی اطاعت کرتے تھے۔ لیکن آپ نے تبلیغ کو ترک نہیں کر دیا تھا۔ سچ کو آپ نے ترک نہیں کر دیا تھا۔ کسی کے کہنے پر آپ نے اپنا کام نہیں چھوڑ دیا تھا۔ لیکن جہاں تک آئین اور قانون کا سوال تھا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکومت کے قوانین کی پابندی کی۔ اور جہاں تک عقائد کا سوال تھا آپ نے اپنے آپ کو ان پر مضبوطی سے قائم رکھا۔

حضرت مسیح علیہ السلام پر بھی ہماری طرح متضاد سوالات کئے جاتے تھے۔ عوام الناس کے پاس جاتے تو کہتے کہ یہ حکومت کے خوشامدی ہیں اور حکومت کے پاس جاتے تو کہتے کہ یہ باغی ہیں۔ ہمارے متعلق بھی یہی کہا جاتا ہے۔ مخالفوں کی کتب میں وہ مضامین بھی موجود ہیں جن میں لکھا گیا ہے کہ ہم حکومت کے خوشامدی ہیں۔ اور حکومت کے نام ایسے محضر نامے بھی موجود ہیں جن میں کہا

گیا ہے کہ ہم حکومت کے باغی ہیں۔ ایک طرف باغی کہنا اور دوسری طرف خوشامدی کہنا دونوں چیزیں اکٹھی کیسے ہوسکتی ہیں۔ لیکن لوگ اکثریت کے گھمنڈ میں سب کچھ کہہ لیا کرتے ہیں۔ وہ طاقت کے گھمنڈ میں یہ خیال نہیں رکھتے کہ سچ کیا ہے۔ لوگ اکثریت کے گھمنڈ میں بجائے دوسروں کے احساسات کا خیال رکھنے کے یہ کہتے ہیں کہ تم نے ہماری بات نہ مانی تو ہم ڈنڈا ماریں گے۔ مثل مشہور ہے کہ کوئی بھیڑیا ندی کے کنارے پانی پی رہا تھا۔ ایک بکری کا بچہ آیا اور اس نے بھی پانی پینا شروع کر دیا۔ بکری کا بچہ دیکھ کے بھیڑیے کے منہ میں پانی بھر آیا اور اس نے یہ چاہا کہ اُسے کھالے۔ انسانوں اور حیوانوں کے حالات ایک سے نہیں ہوتے۔ انسان دلیل دیتا ہے لیکن ایک حیوان دلیل نہیں دیتا۔ مثال میں چونکہ دلیل دی گئی ہے اس لئے یہاں بھیڑیے سے مراد وہ آدمی ہے جو بھیڑیے کے سے خصائل رکھتا ہو۔ اور بکری کے بچہ سے وہ آدمی مراد ہے جو اس کے سے خصائل رکھتا ہو۔ بہرحال بھیڑیے کو یہ لالچ پیدا ہوا کہ کسی نہ کسی طرح بکری کے بچہ کو کھالے۔ چنانچہ وہ بکری کے بچہ کو دیکھ کر کہنے لگا کہ تمہیں شرم نہیں آتی کہ تُو میرا پانی گدلا کر رہا ہے؟ بکری کے بچہ نے کہا سرکار! یہ کون سی بات ہے۔ آپ نے سوچا نہیں کہ آپ اوپر ہیں اور میں نیچے۔ آپ کا پیا ہوا پانی میری طرف آ رہا ہے نہ کہ میرا پیا ہوا پانی آپ کی طرف جا رہا ہے۔ بھیڑیے نے آگے بڑھ کر بکری کے بچہ کو تھپڑ مارا اور اُسے مار دیا اور کہا نالائق! آگے سے جواب دیتا ہے۔ پس زبردست کثرت پر گھمنڈ کرتا ہی ہے جیسے آج کل احراری اخبار آزاد، زمیندار اور آفاق کر رہے ہیں۔ وہ کہیں گے اور ہم سنیں گے۔ اور چونکہ ہم تھوڑے ہیں اس لئے ہم تھوڑے ہونے کی سزا بھگتیں گے یہاں تک کہ ہمارے خدا کی غیرت بھڑک اٹھے اور وہ ہمیں اقلیت سے اکثریت میں تبدیل کر دے۔ لیکن جب تک ہم تھوڑے ہیں ہمیں تھوڑے ہونے کی سزا بھگتنی پڑے گی، ماریں کھانی پڑیں گے، گالیاں سُننی پڑیں گی۔

کئی احمدی میرے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آخر ہم کب تک ان تکالیف کو برداشت کریں گے؟ میں انہیں یہی کہتا ہوں تم تھوڑے ہو اور جب تک تم تھوڑے ہو تمہیں تھوڑا ہونے کی سزا بھگتنی پڑے گی۔ خدا تعالیٰ اگر تمہیں دکھوں میں مبتلا نہ کرنا چاہتا تو وہ تمہیں اقلیت میں نہ رہنے دیتا۔ لیکن جس طرح کثرت، دماغ میں غرور پیدا کر کے عقل مار دیتی ہے اسی طرح عشق بھی ایک عاشقِ صادق کے اندر کبریائی پیدا کر دیتا ہے۔ مگر عشق ہمیشہ کبریائی کے نشہ میں آ کر مرتا ہے، مارتا

نہیں۔ چنانچہ دیکھ لو عاشقوں نے معشوقوں کے لئے اپنی جانیں دی ہیں اور کثرت والوں نے تھوڑی تعداد والوں کو غرور میں آ کر مارا ہے۔ پس خدا تعالیٰ کی یہ تقدیر ہے جو بدل نہیں سکتی۔ تم کوئی نئی جماعت نہیں جو اقلیت میں ہو۔ کثرت والے کہتے ہیں ہم تمہیں اقلیت بنا دیں گے۔ ہم کہتے ہیں بنانے کا کیا سوال ہے۔ ہم تو پہلے ہی اقلیت میں ہیں کیونکہ ہم تھوڑے ہیں۔ جس چیز کا ہمیں انکار رہے وہ یہ ہے کہ ہم وہ اقلیت نہیں جس کے معنی غیر مسلم کے ہیں۔ کیا مسلمان ہندوستان میں اقلیت میں نہیں؟ ہندوستان میں ہندو زیادہ ہیں اور مسلمان کم ہیں۔ پھر اگر پاکستان میں کوئی ناجائز سلوک اقلیت سے ہوسکتا ہے تو کیا وہی سلوک ہندوستان میں مسلمانوں سے بھی ہوسکتا ہے؟ یا چین میں مسلمانوں سے ہوسکتا ہے؟ اگر اقلیت پر سختی کرنا جائز ہے تو پھر وہی سلوک انگلستان میں بھی مسلمانوں سے جائز ہے۔ یہ کتنی بے حیائی ہے کہ ایک قوم متمدن ہونے کا دعویٰ بھی کرے اور پھر وہ یہ خیال کرے کہ اگر وہ اقلیت والوں سے اپنی کثرت کی وجہ سے کوئی بُرا سلوک کرتی ہے تو جائز ہے لیکن دوسری شریف حکومتوں سے جہاں وہ قوم خود اقلیت میں ہے یہ امید رکھے کہ وہ اس سے ایسا سلوک نہیں کرے گی۔ کتنے تعجب کی بات ہے کہ اسلام جو سب سے زیادہ شرافت سکھاتا ہے اس کی طرف منسوب ہونے والے آج غیر قوموں کی شرافت سے تو ناجائز فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ملک میں تھوڑے ہیں اس لئے ہمارے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ لیکن اپنے ملک میں تھوڑوں پر ظلم کرنا چاہتے ہیں اور تھوڑا سمجھ کران کو آزادی سے محروم کرنا چاہتے ہیں۔ کیا یہ شرافت ہے کہ ہم اقلیت سے جو سلوک کرتے ہیں وہی سلوک اگر وہ ممالک ہم سے کریں جہاں ہم اقلیت میں ہیں تو اُن کا یہ طریق جائز ہوگا۔ لیکن ہم اسے جائز نہیں کہتے۔ جو سلوک ہندوستان میں مسلمانوں سے ہو رہا ہے کوئی احمدی ہو یا غیر احمدی اسے بُرا مناتا ہے کیونکہ مسلمان بھی حکومت کے اعضاء ہیں اور حکومت میں سب کو برابر ہونا چاہیے۔ یہی سلوک پاکستان میں بھی ہونا چاہیے۔

جو شخص لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پر ایمان رکھتا ہے اور اُس کا قرآن کریم کے احکام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پر ایمان ہے وہ مسلمان ہے۔ اور پھر جتنا جتنا وہ احکامِ قرآن اور احکامِ رسول پر عملاً ایمان لاتا ہے اُتنا اُتنا وہ حقیقتاً مسلمان ہے۔ لیکن جب وہ منہ سے کہتا ہے کہ میں مسلمان ہوں تو وہ ظاہر میں سو فیصدی مسلمان ہے۔ کیونکہ وہ منہ سے کہتا ہے کہ مَیں مسلمان ہوں۔ اور نام کے لحاظ سے منہ سے کہنا کافی ہے اور عمل حقیقت کے لحاظ سے

ضروری ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا کام ہے کہ وہ فیصلہ کرے کہ کوئی کیسا مسلمان ہے بندے کا کام نہیں بندے کا کام یہ ہے کہ جب کوئی شخص اپنے آپ کو مسلمان کہے تو وہ اُسے مسلمان کہے۔ اگر میں کہتا ہوں میں مسلمان ہوں تو اُسے مجھے مسلمان ماننا پڑے گا۔ اگر زید کہتا ہے میں مسلمان ہوں تو اُسے زید کو مسلمان ماننا پڑے گا چاہے وہ شافعی ہو، حنفی ہو، مالکی ہو، حنبلی ہو۔ پس اکثریت اگر گھمنڈ میں آ کر تمہیں مارتی ہے تو اُسے مارنے دو۔ تم یہ تسلیم کرتے ہو کہ تم تھوڑے ہو۔ اس لئے نہیں کہ تم مسلمان نہیں بلکہ اس لئے کہ احمدی کہلانے والے مسلمان غیر احمدی کہلانے والے مسلمانوں سے کم ہیں اور عربی زبان میں اسے اقلیت کہتے ہیں۔ اقلیت کے یہ معنی نہیں کہ ہم مسلمان نہیں کیونکہ ہم منہ سے اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور قیامت تک اپنے آپ کو مسلمان کہتے جائیں گے یہاں تک کہ ہم بڑھ جائیں۔ اور اگر خدا تعالیٰ کی تقدیر چاہتی ہے کہ وہ احمدیت کو قائم رکھے تو یقیناً ہم بڑھیں گے اور بڑھتے چلے جائیں گے۔

میں دیکھتا ہوں کہ اس فتنہ کے ایام میں بھی جن لوگوں میں جرأت ہوتی ہے وہ لوگوں کے غلط الزامات کی تردید کر دیتے ہیں۔ ایک دوست نے مجھے خط لکھا کہ میں احمدی نہیں میں سیاسی آدمی ہوں مذہبی نہیں لیکن جوں جوں میں نے اخبارات میں پڑھنا شروع کیا کہ احمدی پاکستان کے غدار ہیں تو مجھے پتا لگا کہ ایسا کہنے والے جھوٹے ہیں۔ میں کٹر پاکستانی تھا۔ میں نے پاکستان کی خاطر بہت سی قربانیاں کیں اور میرے وفادار ساتھیوں میں سے بعض احمدی بھی تھے۔ پس جب میں اخبارات میں پڑھتا ہوں کہ احمدی غدار ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ایسا کہنے والے جھوٹے ہیں۔ یہ خیالات ہزاروں کے نہیں لاکھوں کے ہیں لیکن سب میں یہ جرأت نہیں کہ اِس کا اظہار کریں۔ لیکن ایک وقت آئے گا جب لوگ جرأت سے اِس کا اظہار کریں گے۔ لاہور، گورداسپور، فیروزپور وغیرہ کے لاکھوں آدمی ہیں جن کے ساتھ احمدی مل کر کام کرتے رہے۔ راولپنڈی کا اخبار ''تعمیر'' آج کل ''زمیندار'' کا ہمنوا ہے۔ لیکن آج سے کچھ سال پہلے ایڈیٹر نے اپنے ایک ناول میں لکھا تھا کہ احمدیوں نے پاکستان کی خاطر بہت سی قربانیاں کی ہیں۔ آج وہ جو کچھ چاہتے ہیں کہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اُس وقت ایڈیٹر اخبار تعمیر نے کیا لکھا تھا۔ مصیبت کے وقت اُس کے منہ سے سچ نکل گیا تھا۔ پس یہ چیزیں وقتی ہیں مومن اور شریف آدمی وہی ہے جس کے ہاتھ سے ایک چیونٹی کو بھی ضرر نہیں پہنچتا۔ وہ قانون کا بڑا ہی پابند ہوتا ہے، وہ قانون پر

بڑا چلنے والا ہوتا ہے اور بڑا ہی بے ضرر ہوتا ہے۔ جیسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ نے ایسے سینیا اور مکہ میں رہ کر وہاں کی حکومتوں کے قواعد کی پابندی کی، لیکن ساتھ ہی وہ نڈر بھی ہوتا ہے۔ کوئی اسے مارتا ہے یا گالیاں دیتا ہے تو وہ اس کی پروا نہیں کرتا۔

ایک صحابی جو پہلے مسلمان نہیں تھے بعد میں وہ مسلمان ہو گئے ہمیشہ یہ واقعہ سنایا کرتے تھے۔ اِس وقت میں سارا واقعہ تو سُنا نہیں سکتا اختصار کے ساتھ بیان کر دیتا ہوں۔ وہ کہتے ہیں میں مسلمان نہیں تھا میں ایک لڑائی میں شامل ہو گیا اور ہم نے مسلمانوں کو مارنا شروع کیا۔ اتنے میں مسلمانوں کا ایک لیڈر بیچ میں اُتر آیا۔ ہم میں سے دو تین آدمیوں نے اُس پر حملہ کر دیا اور ایک شخص نے آگے بڑھ کر اُس کے سینہ میں نیزہ مارا اور وہ گر پڑا۔ جب وہ گرا تو اُس کی زبان سے نکلا فُزْتُ بِرَبِّ الْكَعْبَةِ 4 کعبہ کے ربّ کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔ میں نے کہا یہ عجیب آدمی ہے گھر سے دور ہے، بے وطن ہے، بیوی بچے پاس نہیں، دھوکا میں اسے یہاں لایا گیا ہے، اسے وصیت کرنے کا بھی موقع نہیں ملا مگر بجائے اِس کے کہ یہ روتا وہ نعرہ مارتا ہے کہ فُزْتُ بِرَبِّ الْكَعْبَةِ کعبہ کے ربّ کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔ وہ صحابیؓ بیان کرتے ہیں کہ میں اُس قبیلے کا آدمی نہیں تھا جس نے اس شخص کو شہید کیا۔ میں ان کے ہاں بطور مہمان مقیم تھا اور لڑائی میں ان کے ساتھ شامل ہو گیا تھا۔ اِس واقعہ کو دیکھ کر میں مدینہ آ گیا تا دیکھوں کہ یہ کیسے لوگ ہیں جنہیں موت میں لذت محسوس ہوتی ہے۔ چنانچہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور چند دن وہاں رہا۔ مجھے صداقت کا احساس ہوا اور میں مسلمان ہو گیا۔ پھر آگے وہ صحابیؓ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم! اتنے سال گزر گئے کہ یہ واقعہ ہوا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر بھی اتنے سال گزر گئے لیکن میں جب بھی یہ واقعہ سناتا ہوں وہ نظارہ میرے سامنے آ جاتا ہے اور میرے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور میں اس نظارہ کو بھول نہیں سکتا 5۔ پس جہاں تک قانون کا سوال ہے جماعت اس کی پابندی کرے گی۔ لیکن جہاں تک لٹھ بازی کا سوال ہے ہر مخلص احمدی لاٹھیاں کھاتا جائے گا اور صداقت کا اظہار کرتا جائے گا۔ بعض کمزور کمزوریاں دکھا چکے ہیں اور ممکن ہے آئندہ بھی دکھائیں کیونکہ بعض طبائع کمزور بھی ہوتی ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی اُحد میں بھاگے تو آپ نے فرمایا تم لوگ فَرّار نہیں ہو کَرّار ہو۔ کیونکہ تمہارا جنگ میں دوبارہ جانے کا ارادہ تھا 6۔ اسی طرح ایک اَور صحابیؓ تھے اُن پر مخالفین

نے سختی کی ۔ وہ ابھی بچے تھے ۔ مخالفین نے اُن کے منہ سے بعض الفاظ نکلوا لئے ۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پتا لگا تو آپ نے محبت سے اُن کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا اور ایسے الفاظ کہے جن سے اُن کی دلجوئی ہو۔ مومن کی شان یہی ہے کہ جتھے اُسے مارتے ہیں تو مارتے رہیں ۔ اگر اکثریت اپنی طاقت کے گھمنڈ میں اُس پر ظلم کرتی ہے تو کرتی رہے وہ اُسے برداشت کرتا جاتا ہے ۔ لوگ اسے صداقت سے پھیرنا چاہتے ہیں لیکن وہ پھرتا نہیں وہ صداقت پر قائم رہتا ہے ۔ لیکن اگر کوئی کمزور طبیعت شخص کمزوری دکھا جاتا ہے تو طاقتوروں کو بھی چاہیے کہ وہ کمزور کا خیال رکھیں ۔ آپ اُس کے ساتھ ایسے رنگ میں پیش آئیں کہ اسے پشیمانی محسوس ہو اور وہ توبہ کرے ۔ بہرحال ایک مومن ڈر ، رُعب اور جتھے سے ڈر کر اپنا ایمان نہیں چھوڑتا ۔ وہ دوسروں پر خود حملہ نہیں کرتا ۔ وہ خود آئین شکنی اور فساد نہیں کرتا ۔ وہ دوسروں سے لڑتا نہیں ۔ لیکن جہاں تک عقائد کا سوال ہے وہ قانون سے بالا ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ اور بندے کے درمیان کوئی واسطہ نہیں ۔ خدا اور بندے کے درمیان کوئی حکومت بھی کھڑی نہیں ہوسکتی ۔

جہاں تک مذہب اور ایمان کا سوال ہے کسی حکومت کو اس میں دخل حاصل نہیں ۔ ایسی کوئی حکومت نہیں جو کسی کے مذہب میں دخل دے ۔ اگر کوئی کہتا ہے کہ حکومت پاکستان ایسا کرے گی تو حکومت کو اُسے پکڑنا چاہیئے کیونکہ وہ حکومت کو پاگل اور وحشی قرار دیتا ہے ۔ مذہب میں دخل دینے والے وحشی ہوتے ہیں ۔ اور جو شخص یہ کہتا ہے کہ حکومتِ پاکستان مذہب میں دخل دے گی وہ حکومت کو وحشیوں کی طرح دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے ۔ عقیدہ کا تعلق خدا تعالیٰ سے ہے ۔ یہ حکومت کے زور سے بدلا نہیں جاسکتا ۔ اگر عیسائی کسی مسلمان کو ماریں اور کہیں کہ تم تین خدا تسلیم کرلو تو یہ کیسے ہوسکتا ہے ۔ اگر کوئی شخص مجھے پکڑ لے اور کہے تم یہ کہو کہ میں ایک نہیں دو ہوں تو خواہ وہ کتنا عذاب دے میں اپنے آپ کو ایک ہی کہوں گا ۔ پس اگر خدا تعالیٰ ایک ہے تو کون کہے گا کہ خدا تین ہیں ۔ اگر کمزور طبیعت کا کوئی شخص تین خدا کہہ بھی دے تو اس کا اپنا دل یہ تسلیم کرے گا کہ میں ایسا کہنے میں سچا نہیں ۔ جان بچانے کی خاطر میں نے جھوٹ بولا ہے ۔

پس اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سچے ہیں تو خواہ سارا شہر چڑھ آئے لاکھ دو لاکھ کا جتھا حملہ کردے ، ڈرائے اور طاقت کا رُعب دے کر کہے تم کہو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (نعوذ باللہ) جھوٹے ہیں تو ہم کس طرح آپ کو جھوٹا کہیں گے ۔ کمزور طبیعت انسان اگر

کہہ بھی دے تو اُس کا دل اُسے جھوٹا کہہ رہا ہوگا۔ وہ سمجھتا ہوگا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سچے ہیں۔ جھوٹا میں ہوں جس نے بزدلی دکھائی ہے۔ پس تم اپنے ایمان کو مضبوط کرو اور ساتھ ہی اپنے جذبات پر قابو رکھو۔ میرے پاس کئی لوگ آتے ہیں اور وہ کہتے ہیں ہم کیا کریں؟ اُن کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ آخر ہم کب تک مار کھاتے جائیں گے۔ میں اُن کی اِس بات کا یہی جواب دیتا ہوں کہ تم ماریں کھاتے جاؤ۔ جب خدا تعالیٰ نے تمہیں اِس مقام پر کھڑا کیا ہے کہ تم ماریں کھاؤ تو میں کون ہوں جو تمہیں بچا سکوں۔ جس حرکت پر معشوق راضی ہوتا ہے عاشق وہی کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھا ہے۔ جہاد کرنا بڑی اچھی چیز ہے۔ لیکن اگر خدا تعالیٰ نے تم سے انگریزوں کے مقابلہ میں جہاد کروانا ہوتا تو وہ تمہارے ہاتھ میں تلوار دیتا۔ اگر اُس نے ان کے مقابلہ میں تم سے تلوار چھین لی ہے تو اِس کا مطلب یہ ہوا کہ انگریزوں سے جہاد کرنے کا موقع نہیں 7۔ اب تلوار ہمارے ہاتھ میں آ گئی ہے۔ پاکستان آزاد ہو چکا ہے۔ اب ہم بھی کہتے ہیں کہ اگر کوئی پاکستان کی آزادی میں فرق لائے تو جہاد فرض ہو جائے گا۔ یہی دلیل ہمیں بھی اپنے مدنظر رکھنی چاہیے۔ اگر خدا تعالیٰ نے ہمیں مار سے بچانا ہوتا تو وہ ہماری تعداد زیادہ کیوں نہ کر دیتا۔ خدا تعالیٰ آج یہ نظارہ دیکھنا چاہتا ہے کہ تم ماریں کھاؤ۔ جتنی زیادہ ماریں تم کھاؤ گے خدا تعالیٰ تم سے اُتنا ہی راضی ہوگا۔'' (الفضل 19 اگست 1952ء)

1: کنز العمال فی سنن الاقوال، حرف القاف کتاب القیامۃ، الباب الاول ''الصراط'' نمبر 39036 جلد نمبر 14 صفحہ 386 مطبوعہ حلب 1975ء

2: الحج: 79

3: درثمین فارسی صفحہ 143۔ شائع کردہ نظارت اشاعت وتصنیف ربوہ

4: بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الرَّجیع (الخ)

5: سیرت ابن ہشام جلد 3 صفحہ 196 مطبوعہ مصر 1936ء

6: کتاب المغازی للواقدی غزوۃ موتہ۔ جزء 2 صفحہ 764، 765 قاہرہ مصر 1965ء میں یہ واقعہ جنگ موتہ کے حوالہ سے درج ہے۔

7: ملفوظات جلد 4 صفحہ 521